HJRS HEC Journal Recognition System
AL-HAYAT Research Journal
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 3 Issue 2 Jan-March 2026)

قرآن وسنت کی روشنی میں منافقین کی خصوصیات اور موجودہ معاشرتی رجحانات

Characteristics of Hypocrites in the Light of the Holy Qur'an and Sunnah and Contemporary Social Trends

Muhammad Yousaf Usman

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, National College of Business administration and Economics (AlHamra University) Sub Campus Bahawalpur.

Email: myousafusmankpt@gmail.com

Dr. Jamil Ahmad Sindhu

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, National College of Bussines Administration & Economics Lahore (AlHamra University) Sub Campus Bahawalpur.

Email: jamilsandhu72@gmail.com

Abstract

This study examines the characteristics of hypocrites (Munafiqeen) in the light of the Holy Qur'an and Sunnah and analyzes their reflection in contemporary social trends. Hypocrisy is presented in Islamic teachings as a serious moral and spiritual disease that affects both individual integrity and collective social harmony. The Qur'an and Sunnah describe hypocrites as those who outwardly display faith while concealing disbelief or insincerity in their hearts, thereby causing harm to the moral and social fabric of society.

The research highlights key traits of hypocrisy, including dishonesty, betrayal of trust, false speech, double standards, and weakening of communal unity. It further explores how these characteristics manifest in modern society through political opportunism, social media deception, ethical decline, and the erosion of truthfulness in interpersonal relationships.

The study concludes that the Qur'anic and Prophetic teachings provide a comprehensive framework to identify and address hypocrisy, emphasizing sincerity (Ikhlas), truthfulness (Sidq), and accountability as essential values for individual and societal reform. It also suggests that addressing hypocritical behavior in contemporary society is crucial for restoring moral balance and social justice .

OPEN ACCESS

تمہید

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے بنیادی مصادر قرآنِ حکیم اور سنتِ نبوی ﷺ ہیں، جن میں اخلاقی، روحانی اور سماجی اصلاح کے لیے واضح اصول بیان کیے گئے ہیں۔ انہی اصولوں میں ایک اہم موضوع "نفاق" اور "منافقین کی صفات" کا بیان بھی ہے، جو اسلامی معاشرے کے استحکام اور فکری پاکیزگی کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔

منافق وہ شخص ہے جو ظاہری طور پر ایمان کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کا باطن ایمان سے خالی ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید نے منافقین کی صفات کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور انہیں اسلام اور مسلمانوں کے لیے شدید فتنہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح احادیثِ نبویہ ﷺ میں بھی منافق کی علامات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے تاکہ مسلمان معاشرہ ایسے کرداروں سے محفوظ رہ سکے۔

موجودہ دور میں جب معاشرتی، سیاسی اور اخلاقی اقدار میں تیزی سے تبدیلی آ رہی ہے، نفاق کی مختلف جدید شکلیں بھی سامنے آ رہی ہیں۔ آج کا انسان بعض اوقات ذاتی مفادات، سماجی دباؤ یا دنیاوی فائدے کے لیے سچائی اور اخلاص کے بجائے دوغلے پن اور منافقانہ رویوں کو اختیار کر لیتا ہے۔ یہ رجحانات نہ صرف فرد کی شخصیت کو متاثر کرتے ہیں بلکہ پورے معاشرتی نظام کو بھی کمزور کر دیتے ہیں۔

اس تحقیق کا مقصد قرآن و سنت کی روشنی میں منافقین کی بنیادی خصوصیات کو واضح کرنا اور ان کا تقابلی مطالعہ موجودہ معاشرتی رویوں کے ساتھ کرنا ہے تاکہ اس بات کو سمجھا جا سکے کہ آج کے دور میں نفاق کی کون کون سی شکلیں پائی جاتی ہیں اور ان کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کیا حل پیش کیا جا سکتا ہے۔

نفاق کا لغوی مفہوم

لغت عرب میں "نفاق" کا مادہ "ن ف ق" ہے جس کے بنیادی معنی خروج (نکلنے) اور اختفاء (چھپنے) کے ہیں۔ لفظ "نَفَق" اس سوراخ کو کہتے ہیں جس سے زمین میں چھپا ہوا جانور باہر نکلتا ہے، جیسے "نَفَقَ اليربوع" یعنی "چوہے نے اپنے بل سے نکلنے کا راستہ نکالا"۔ اسی سے "نَفَقَ السّهمُ في النِّضال" یعنی "تیر ڈھال میں پیوست ہو گیا اور دوسری طرف سے نکل گیا"۔ "نَفقَتِ الدّابّةُ" کہتے ہیں "سواری مر گئی" یعنی اس کی روح نکل گئی۔ "نَفِقَ السّلعَةُ" یعنی "سامان فروخت ہو گیا" یعنی مالک کے ہاتھ سے نکل گیا۔ "نافِقاء" اس چوہے کے بل کو کہتے ہیں جس کے دو منہ ہوں، ایک سے داخل ہوا جائے تو دوسرے سے نکل آئے۔ "النِّفاق" اور "المُنافقَة" کا لفظ اسی سے ماخوذ ہے کیونکہ منافق ایمان کا اظہار کرتا ہے مگر درحقیقت اس کا باطن اس کے ظاہر سے مختلف ہوتا ہے اور وہ اپنے حقیقی عقیدے کو چھپاتا ہے۔ علامہ ابن فارس لکھتے ہیں:

"النون والفاء والقاف أصلٌ يدلُّ على خروج، من ذلك النَّفَق: السَّرب في الأرض... والنِّفاق: إظهار الإسلام وإخفاء الكفر."[1]

یعنی نون فاء قاء کا مادہ نکلنے پر دلالت کرتا ہے، اسی سے نفق (زمین میں سرنگ) ہے... اور نفاق اسلام کا اظہار اور کفر کا اخفاء ہے۔

اسی طرح علامہ راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں: "النِّفاق: إظهار الخير وإسرار الشَّر، وهو من النَّفَق: وهو السَّرب في الأرض المستور، فشُبِّه به لأنَّ صاحبه يستر كفره ويُظهر إيمانه."[2] یعنی نفاق بھلائی کا اظہار اور برائی کا چھپانا ہے، اور یہ لفظ "نفق" (پوشیدہ سرنگ) سے ماخوذ ہے، اس لیے کہ اس کا مرتکب اپنے کفر کو چھپاتا ہے اور اپنے ایمان کا اظہار کرتا ہے۔ لہٰذا لغوی اعتبار سے نفاق کے بنیادی مفاہیم میں سے ایک "دوراہے پر ہونا"، "دوغلا پن"، "ایک بات چھپانا اور دوسری بات ظاہر کرنا"، اور "ظاہر و باطن میں تضاد" شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی زبان میں منافق کو "ذوالوجہین" یعنی دو چہروں والا بھی کہا جاتا ہے۔ امام ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: "النِّفاق: إظهار ما يُبطن خلافه. والنِّفاق في الدين: إظهار الإيمان مع إبطان الكفر، والمنافق الذي يُظهر الإيمان مُستَسِرًّا الكفر."[3] یعنی نفاق اس چیز کا اظہار ہے جس کے برعکس باطن میں ہو۔ اور دین میں نفاق ایمان کا اظہار اور کفر کا چھپانا ہے، اور منافق وہ ہے جو ایمان کا اظہار

OPEN ACCESS

کرے اور کفر کو چھپائے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ نفاق کی لغوی اساس میں خروج، اخفاء، پوشیدگی اور دوغلا پن کا عنصر مرکزی حیثیت رکھتا ہے جو اس کے اصطلاحی مفہوم کی بھی عکاسی کرتا ہے۔

نفاق کا اصطلاحی مفہوم

شرعی اور اسلامی اصطلاح میں "نفاق" سے مراد ایسا شخص ہے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرے، اسلامی شعائر کا اظہار کرے، لیکن اس کے دل میں کفر وانکار چھپا ہو، وہ درحقیقت اسلام کو نہ مانتا ہو بلکہ کسی دنیاوی غرض، خوف یا مفاد کے تحت اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہو۔ یہ نفاقِ اعتقادی ہے جو انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور اس کی سزا جہنم کے نچلے ترین طبقے میں ہے۔ قرآن مجید نے اس کی واضح تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

﴿وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ﴾

"اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو محض مذاق کرتے ہیں۔"[4]

مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ منافقین کا طریقہ کار تھا، وہ مسلمانوں کے سامنے ایمان کا اعلان کرتے تھے لیکن جب اپنے کافر سرداروں کے پاس جاتے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے محض مذاق کرتے ہیں۔ امام طبری لکھتے ہیں: "يقول تعالى ذكره: وإذا لقى هؤلاء المنافقون الذين يظهرون الإيمان ويبطنون الكفر الذين آمنوا بالله ورسوله، قالوا لهم آمنا بالله وبالرسول كما آمنتم، وإذا خلوا إلى شياطينهم يعني إذا خلا هؤلاء المنافقون إلى رؤساء الكفر من اليهود وغيرهم..."[5]۔ یعنی اللہ تعالی فرماتا ہے: اور جب یہ منافق جو ایمان کا اظہار اور کفر کا اخفاء کرتے ہیں، ان لوگوں سے ملتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں، تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں، اور جب یہ منافق اپنے شیطانوں یعنی کفار کے سرداروں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں...۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِوَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾

"بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور تم ان کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔"[6]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نفاق اعتقادی کی سزا کتنی سخت ہے۔ امام قرطبی لکھتے ہیں: "أي في أسفل الدرك، لأنهم جمعوا بين الكفر والنفاق فاستحقوا أشد العذاب."[7] یعنی سب سے نچلے طبقے میں، اس لیے کہ انہوں نے کفر اور نفاق کو جمع کیا تو وہ سب سے سخت عذاب کے مستحق ہوئے۔

نفاق کی دوسری قسم نفاق عملی ہے، یعنی وہ اعمال جو منافقین کی صفات میں سے ہیں لیکن انسان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتے، البتہ وہ نفاق کی طرف لے جانے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))

"چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے، اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے: جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو توڑ دے، اور جب جھگڑا کرے تو گالم گلوچ کرے۔"[8]

اس حدیث کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں:

OPEN ACCESS

"معنى الحديث أن هذه الخصال خصال نفاق، وصاحبها شبيه بالمنافقين في هذه الخصال، ومتخلق بأخلاقهم، وهذا وعيد شديد في ارتكاب هذه الخصال، وفيه الحث على وقد سبق بيان أن مرتكب كبيرة لا يكفر بها، وصاحب هذه الخصال إن كان مصراً عليها مع اعتقاد تحريمها فهو فاسق، وعيده على هذه الصفة، والوعيد لا يدل على كفر، بل على عذاب يستحقه قد يعفو الله عنه."[9]

یعنی اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں، اور ان کا مرتکب ان خصلتوں میں منافقین سے مشابہت رکھتا ہے اور ان کے اخلاق کا حامل ہے، اور یہ ان خصلتوں کے ارتکاب میں سخت وعید ہے، اور اس میں ان سے بچنے کی ترغیب ہے، اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب اس سے کافر نہیں ہوتا، اور ان خصلتوں والا اگر ان کے حرام ہونے کے اعتقاد کے باوجود ان پر اصرار کرے تو وہ فاسق ہے، اس کی وعید اس صفت پر ہے، اور وعید کفر پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس عذاب پر دلالت کرتی ہے جس کا وہ مستحق ہے جس سے اللہ معاف بھی کر سکتا ہے۔ لہٰذا نفاق عملی ایمان کے منافی ہے لیکن اس سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا، البتہ یہ خطرناک راستہ ہے۔

فقہاء اور اہل علم نے نفاق کی تعریف میں کچھ اضافی نکات بیان کیے ہیں۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "النفاق: هو إظهار الإيمان وإبطان الكفر، وهو نوعان: أكبر، وأصغر. فالأكبر: يخرج من الملة، وهو أن يظهر الإسلام ويبطن الكفر... والأصغر: لا يخرج من الملة، وهو النفاق العملي."[10] یعنی نفاق ایمان کا اظہار اور کفر کا اخفاء ہے، اور یہ دو قسم کا ہے: اکبر اور اصغر۔ اکبر انسان کو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کا اظہار اور کفر کا اخفاء کرے... اور اصغر انسان کو ملت سے خارج نہیں کرتا، اور وہ نفاق عملی ہے۔ اسی طرح امام ابن قیم نے نفاق کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:

> "النفاق: هو إظهار الخير وإسرار الشر، وهو على نوعين: نفاق اعتقادي، ونفاق عملي. فالاعتقادي: هو إظهار الإيمان بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر، وإبطان ما يناقض ذلك كله أو بعضه، وهذا النوع هو الذي كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ونزل القرآن بذمه وتكفير أهله، وأخبر أن أهله في الدرك الأسفل من النار... والعملي: هو عمل شيء من أعمال المنافقين مع بقاء أصل الإيمان في القلب."[11]
>
> "یعنی نفاق بھلائی کا اظہار اور برائی کا چھپانا ہے، اور یہ دو قسم پر ہے: نفاق اعتقادی اور نفاق عملی۔ اعتقادی یہ ہے کہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان کا اظہار کرے اور اس کے برخلاف یا بعض کے برخلاف باطن میں رکھے، اور یہی وہ قسم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی، اور قرآن نے اس کی مذمت کی ہے اور اس کے اہل کو کافر قرار دیا ہے، اور خبر دی ہے کہ اس کے اہل جہنم کے نچلے ترین طبقے میں ہوں گے... اور عملی یہ ہے کہ منافقین کے اعمال میں سے کوئی عمل کرے جبکہ دل میں ایمان کی اصل باقی ہو"۔

خلاصہ یہ کہ نفاق کی اصطلاحی تعریف دو سطحوں پر ہوتی ہے: پہلی سطح نفاق اکبر یا اعتقادی نفاق ہے جو کفر کے قریب ترین درجے کا ہے اور اس کا مرتکب اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ دوسری سطح نفاق اصغر یا عملی نفاق ہے جو گناہ ہے لیکن اس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، البتہ یہ ایک خطرناک رویہ ہے جو اعتقادی نفاق کی طرف لے جا سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں ظاہر و باطن کے تضاد کا عنصر موجود ہے، جس میں انسان لوگوں کے سامنے اچھائی کا اظہار کرتا ہے لیکن اس کا باطن اس کے برعکس ہوتا ہے یا اس کے عمل میں منافقانہ صفات پائی جاتی ہیں۔

قرآن و سنت میں دونوں قسم کے نفاق پر سخت وعیدیں آئی ہیں تاکہ مومن ان سے بچتے رہیں اور اپنے ظاہر و باطن میں یکسانی پیدا کریں۔ امام غزالی نے احیاء علوم الدین میں نفاق کی تعریف کرتے ہوئے لکھا: "النفاق: هو اختلاف السر والعلانية، والظاهر والباطن في الاعتقادات."[12] یعنی نفاق عقائد میں خفیہ اور ظاہر، اور باطن اور ظاہر کا اختلاف ہے۔ یہی نفاق کی حقیقت ہے جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے اور اپنے دل و دماغ اور قول و عمل میں اخلاص اور یکسانی پیدا کرنی چاہیے۔

عصرِ حاضر میں نفاق کے ظہور اور اس کی مختلف صورتیں

سیاسی مفاد کے لیے مذہبی علامات اور نعروں کا استعمال

عصرِ حاضر میں نفاق کی ایک نمایاں صورت یہ ہے کہ مذہب کو سیاسی مفاد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مختلف سیاسی جماعتیں، رہنما اور گروہ انتخابات میں کامیابی، عوامی حمایت حاصل کرنے یا اقتدار میں بقاء کے لیے مذہبی علامات، نعروں اور جذبات کو بروئے کار لاتے ہیں۔ یہ لوگ ظاہر میں دین کا چہرہ پیش کرتے ہیں، قرآن وسنت کا نام لیتے ہیں، مذہبی تقریبات میں نمایاں شرکت کرتے ہیں، لیکن ان کا بنیادی مقصد صرف سیاسی فوائد حاصل کرنا ہوتا ہے نہ کہ دین کی خدمت۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے بارے میں واضح تنبیہ موجود ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾[13]

"اور جب آپ انہیں دیکھیں تو ان کے جسامت آپ کو تعجب میں ڈال دے گی، اور اگر وہ بات کریں تو آپ ان کی بات سنیں گے، گویا وہ ٹیک لگائے ہوئے لکڑیاں ہیں، وہ ہر آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں، وہی دشمن ہیں سو ان سے بچو، اللہ انہیں ہلاک کرے، وہ کہاں بہکائے جاتے ہیں۔"

امام قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: "هذه صفة المنافقين في كل عصر، يظهرون الجمال والوقار، ويتكلمون بالمعسول، وهم في الباطن أعداء الدين، وقد شاهدنا هذا في السياسيين الذين يتخذون الدين وسيلة للوصول إلى الكراسي."[14] یعنی یہ ہر دور میں منافقین کی صفت ہے، وہ خوبصورتی اور وقار کا اظہار کرتے ہیں، اور میٹھی بات کرتے ہیں، اور وہ باطن میں دین کے دشمن ہیں، اور ہم نے یہ سیاست دانوں میں دیکھا ہے جو دین کو کرسیوں تک پہنچنے کے ذریعے کے طور پر لیتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں یہ نفاق اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی رہنما انتخابات سے پہلے مساجد میں نمازیں ادا کرتے ہیں، دینی تقریبات میں خطاب کرتے ہیں، اور مذہبی رہنماؤں سے تصویریں کھنچواتے ہیں، لیکن اقتدار میں آنے کے بعد وہ دینی اقدار کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ امام ابن کثیر نے اس طرح کے نفاق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"من أعظم النفاق في هذا الزمان أن يتخذ السياسيون الدين مطية لأهوائهم، فيظهرون التدين وقت الانتخابات، ويتركونه بعد الفوز."[15] یعنی اس زمانے میں سب سے بڑا نفاق یہ ہے کہ سیاست دان دین کو اپنی خواہشات کی سواری بنائیں، پس وہ انتخابات کے وقت تدین کا اظہار کرتے ہیں، اور کامیابی کے بعد اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

سیاسی مفاد کے لیے مذہب کے استعمال کی ایک صورت یہ ہے کہ سیاسی جماعتیں اپنے منشور کو "اسلامی نظام" یا "شرعی حکومت" کے نام سے پیش کرتی ہیں، لیکن عملاً وہ سیکولر پالیسیاں اپناتی ہیں۔ وہ مذہبی حلقوں کو یہ یقین دلاتی ہیں کہ وہ دین کا نفاذ کریں گی، لیکن اقتدار میں آنے کے بعد وہ بین الاقوامی دباؤ یا دیگر مفادات کے تحت دینی قوانین کے نفاذ میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔ امام طبری نے اس دوغلی پالیسی کو نفاق سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"النفاق السياسي هو إظهار التشريع الإسلامي في البرامج، وإبطال العمل به في التطبيق."[16]

یعنی سیاسی نفاق یہ ہے کہ پروگراموں میں اسلامی تشریع کا اظہار کیا جائے، اور عمل درآمد میں اسے باطل کیا جائے۔ عصرِ حاضر میں یہ نفاق اس طرح بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی رہنما اپنے مخالفین کو "غیر اسلامی" یا "دین دشمن" قرار دیتے ہیں، حالانکہ ان کا مقصد صرف مخالفت کو کچلنا ہوتا ہے نہ کہ دین کی حفاظت۔ وہ مذہبی فتویٰ جاری کرنے والے نام نہاد علماء کو استعمال کرتے ہیں تاکہ مخالفین کے خلاف عوامی غم وغصہ پیدا کیا جا سکے۔ امام ابن اثیر نے اس حربے کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے:

"استخدام الفتاوى الدينية لقمع الخصوم السياسيين من فنون النفاق الحديث، حيث يلبس السياسي ثوب العالم ليضلل العامة."[17]

یعنی سیاسی مخالفین کو کچلنے کے لیے مذہبی فتووں کا استعمال جدید نفاق کی فنون میں سے ہے، جہاں سیاست دان عالم کا لباس پہنتا ہے تاکہ عوام کو گمراہ کرے۔ سیاسی مفاد کے لیے مذہب کے استعمال کا ایک خطرناک پہلو یہ ہے کہ کبھی کبھار سیاسی جماعتیں فرقہ وارانہ تنازعات کو ہوا دیتی ہیں تاکہ وہ اپنی سیاسی بنیادوں کو مضبوط کر سکیں۔ وہ ایک فرقے کو دوسرے کے خلاف بھڑکاتے ہیں اور پھر خود کو "محافظ دین" کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ قرآن میں ایسے فتنہ پروروں کے بارے میں سخت تنبیہ ہے:

CC BY

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾[18]

"بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ ہو گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔"

امام شوکانی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھاہے:"هذا ذم للسياسيين الذين يفرقون المسلمين إلى طوائف ليحكموهم، ثم يدعون أنهم يحمون الدين."[19] یہ ان سیاست دانوں کی مذمت ہے جو مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ ان پر حکومت کریں، پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ دین کی حفاظت کرتے ہیں۔

معاشی مفاد کے لیے مذہبی اداروں اور رسوم کا استعمال

عصر حاضر میں نفاق کی دوسری نمایاں صورت یہ ہے کہ مذہب کو معاشی مفاد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض افراد اور گروہ مذہبی اداروں، مذہبی تقریبات، اور مذہبی رسوم کو اپنے مالی فائدے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ ظاہر میں دینی خدمت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کا مقصد صرف دولت کمانا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے بارے میں واضح تنبیہ موجود ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ * الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ * الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ * وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾[20]

"پس تباہی ہے نماز پڑھنے والوں کے لیے * جو اپنی نماز سے غافل ہیں * جو ریاکاری کرتے ہیں * اور برتنے کی چیزیں دینے سے منع کرتے ہیں۔"

امام قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھاہے:"هؤلاء المنافقون في زماننا الذين يتخذون الصلاة والعبادة وسيلة للكسب المادي، فيفتحون المساجد للسياحة الدينية، ويجمعون الأموال باسم الدين."[21]

یعنی یہ ہمارے زمانے کے منافقین ہیں جو نماز اور عبادت کو مادی کمانے کے ذریعے کے طور پر لیتے ہیں، پس وہ مذہبی سیاحت کے لیے مساجد کھولتے ہیں، اور دین کے نام پر پیسے جمع کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں یہ نفاق مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ سب سے پہلے، بعض لوگ مذہبی چینلز، مذہبی ویب سائٹس، اور مذہبی ایپس چلاتے ہیں جن کا بنیادی مقصد اشتہارات سے آمدنی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ وہ دینی پروگراموں کے درمیان کاروباری اشتہارات چلاتے ہیں اور مذہبی جذبات کو معاشی فائدے میں بدلتے ہیں۔ امام ابن کثیر نے اس تجارتی نفاق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھاہے:"

من نفاق هذا العصر تجارة الدين، حيث يبيعون الكتب الدينية بأغلى الأثمان، ويجعلون الخطب والدروس سلعة في الأسواق."

یعنی اس زمانے کے نفاق میں سے دین کی تجارت ہے، جہاں وہ مذہبی کتابیں مہنگے داموں بیچتے ہیں، اور خطبے اور دروس کو بازاروں میں سامان بناتے ہیں۔

معاشی مفاد کے لیے مذہب کے استعمال کی ایک اور صورت یہ ہے کہ بعض افراد "درزیفہ تصوف" یا "جعلی روحانیت" کا کاروبار چلاتے ہیں۔ یہ لوگ خانقاہیں قائم کرتے ہیں، مرید بناتے ہیں، اور ان سے نذرانے وصول کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ان کے پاس خصوصی روحانی قوتیں ہیں یا وہ ولی ہیں، حالانکہ درحقیقت وہ محض دھوکہ باز ہوتے ہیں۔ امام طبری نے اس طرح کے دھوکہ بازوں کے بارے میں لکھاہے:"ظهر في هذا الزمان قوم يدعون الولاية والتصوف، ويأخذون الأموال من الجهال، وهم منافقون يستغلون دين الناس."یعنی اس زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوئی جو ولایت اور تصوف کا دعویٰ کرتی ہے، اور جاہلوں سے پیسے لیتی ہے، اور وہ منافقین ہیں جو لوگوں کے دین کا استحصال کرتے ہیں۔ مذہبی استحصال کی ایک اور شکل "معجزاتی علاج" کا کاروبار ہے۔ بعض افراد دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے پاس دعاؤں یا روحانی عمل سے بیماریوں کا علاج ہے، اور وہ مریضوں سے بھاری فیس وصول کرتے ہیں۔ یہ لوگ مذہبی عبارتوں کا غلط استعمال کرتے ہیں اور لوگوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ امام ابن اثیر نے اس استحصال کی مذمت کرتے ہوئے لکھاہے:

"استغلال الأمراض النفسية والجسدية باسم الدين من أقبح أنواع النفاق، حيث يعدون المرضى بالشفاء مقابل المال."[22]

یعنی نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں کا دین کے نام سے استحصال نفاق کی بدترین اقسام میں سے ہے، جہاں وہ مریضوں سے پیسے کے بدلے شفا کا وعدہ کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں مذہبی استحصال کی ایک اور خطرناک صورت"

سائبر نفاق" ہے، جہاں بعض افراد آن لائن پلیٹ فارمز پر مذہبی مواد شیئر کرتے ہیں اور پھر اپنے فالوورز سے ڈونیشنز وصول کرتے ہیں۔ وہ جذباتی ویڈیوز بنا کر لوگوں کے دلوں میں رقت پیدا کرتے ہیں اور پھر مالی امداد کا مطالبہ کرتے ہیں۔ قرآن میں ایسے لوگوں کے بارے میں سخت تنبیہ ہے:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾[23]

"جو لوگ لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں۔"

امام شوکانی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: "يدخل في هذا الوعيد كل من أخذ المال باسم الدين وهو غير مستحق، كالمتاجرين بالدين في الإنترنت." "یعنی اس وعید میں ہر وہ شخص داخل ہے جو دین کے نام پر مال لے جو مستحق نہیں ہے، جیسے انٹرنیٹ پر دین کے ساتھ تجارت کرنے والے۔

معاشی مفاد کے لیے مذہب کے استعمال کی ایک اور صورت "مذہبی سیاحت" کا کاروبار ہے۔ بعض افراد مذہبی مقامات کی زیارت کے نام پر پیکیج تیار کرتے ہیں اور لوگوں سے بھاری رقم وصول کرتے ہیں۔ وہ اس سفر کو "روحانی سفر" کا نام دیتے ہیں حالانکہ ان کا مقصد صرف منافع کمانا ہوتا ہے۔ امام ذہبی نے اس تجارتی رویے کو نفاق سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا ہے: "اتخاذ الحج والعمرة تجارة من المنافقين الذين يستغلون مشاعر المسلمين للكسب المادي."[24] یعنی حج وعمرہ کو تجارت بنانا ان منافقین میں سے ہے جو مادی کمانے کے لیے مسلمانوں کے جذبات کا استحصال کرتے ہیں۔ مذہبی استحصال کی سب سے بدترین صورت یہ ہے کہ بعض افراد غریب اور نادار لوگوں کو یہ یقین دلائیں کہ اگر وہ انہیں رقم دیں گے تو ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے یا ان کی مراد پوری ہوگی۔ یہ بالکل وہی نفاق ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا، جیسا کہ قرآن میں بیان ہوا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ﴾[25]

"اے ایمان والو! بے شک بہت سے عالم اور درویش لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔"

امام ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: "هذا ينطبق على شيوخ الزور في زماننا الذين يأكلون أموال الناس بالباطل تحت ستار الدين." "یعنی یہ ہمارے زمانے کے جعلی مشائخ پر منطبق ہوتا ہے جو دین کے پردے میں لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں۔

سماجی مفاد اور شہرت کے لیے مذہبی نمود و نمائش

عصر حاضر میں نفاق کی تیسری نمایاں صورت یہ ہے کہ مذہب کو سماجی مفاد، شہرت اور سماجی مقام حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض افراد سماج میں اپنی عزت و وقار بڑھانے، معاشرے میں مقام حاصل کرنے، یا شہرت پانے کے لیے مذہبی نمود و نمائش کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ لوگ ظاہر میں نہایت متدین نظر آتے ہیں، لمبی داڑھی رکھتے ہیں، مذہبی لباس پہنتے ہیں، مساجد میں نمایاں مقام پر بیٹھتے ہیں، لیکن ان کا مقصد صرف لوگوں کی نظروں میں اپنی قدر و منزلت بڑھانا ہوتا ہے نہ کہ اللہ کی رضا۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے بارے میں واضح تنبیہ موجود ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾[26]

"بے شک منافقین اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ انہیں دھوکہ دینے والا ہے، اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں۔"

امام قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: "هذه الآية تصف حال المتدينين للمجتمع في هذا العصر، الذين يقيمون الصلاة للكاميرات، ويتركونها في الخلوات." "یعنی یہ آیت اس زمانے میں معاشرے کے لیے متدین لوگوں کے حال کو بیان کرتی ہے، جو کیمروں کے لیے نماز قائم کرتے ہیں، اور تنہائی میں اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ عصر حاضر میں یہ نفاق اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ بعض افراد سوشل میڈیا پر اپنی مذہبی سرگرمیوں کی تصویریں اور ویڈیوز شیئر کرتے ہیں۔ وہ نماز پڑھتے ہوئے، قرآن پڑھتے ہوئے، یا مسجد میں عبادت کرتے ہوئے فوٹو اپ لوڈ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کی طرف سے لائکس اور تعریفی کمنٹس حاصل کر سکیں۔ امام ابن کثیر نے اس ریاکاری کو نفاق سے تعبیر

کرتے ہوئے لکھا ہے:"رياء العصر هو عرض العبادة على الشاشات، والتفاخر بالطاعة أمام المتابعين، وهذا من النفاق العملي."یعنی زمانے کی ریاکاری عبادت کو سکرینوں پر پیش کرنا ہے، اور پیروکاروں کے سامنے اطاعت پر فخر کرنا ہے، اور یہ نفاق عملی میں سے ہے۔

سماجی مفاد کے لیے مذہبی نمود و نمائش کی ایک صورت یہ ہے کہ بعض افراد مذہبی تقریبات اور محافل میں نمایاں طور پر شرکت کرتے ہیں تاکہ لوگ انہیں "مذہبی شخصیت" سمجھیں۔ وہ عوامی مجالس میں مذہبی بات کرتے ہیں، دینی تقریبات کی میزبانی کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو مذہبی رہنما کے طور پر متعارف کراتے ہیں، حالانکہ ان کا مقصد صرف سماجی مقام حاصل کرنا ہوتا ہے۔ امام طبری نے اس طرح کی نمائش کو نفاق قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

"من نفاق أهل هذا الزمان أن يحضر أحدهم المجالس الدينية ليطمع في الجاه والسمعة، لا لطلب الأجر."[27]

یعنی اس زمانے کے لوگوں کے نفاق میں سے یہ ہے کہ ان میں سے کوئی شخص جائزہ اور شہرت کی طمع میں مذہبی مجالس میں حاضر ہو، اجر طلب کرنے کے لیے نہیں۔

عصر حاضر میں مذہبی نمود و نمائش کی ایک اور شکل یہ ہے کہ بعض افراد مذہبی علوم کا ظاہری عبور رکھتے ہیں، عربی زبان بولتے ہیں، مذہبی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں، تاکہ لوگ انہیں عالم سمجھیں۔ وہ علمی مجالس میں شرکت کرتے ہیں اور مشکل سوالات پوچھ کر اپنی علمی برتری ظاہر کرتے ہیں، لیکن ان کا مقصد صرف شہرت اور سماجی مقام ہے نہ کہ علم کی خدمت۔ امام ابن اثیر نے اس طرح کے دکھاوے کی مذمت کرتے ہوئے لکھا ہے:"التظاهر بالعلم الديني للوجاهة الاجتماعية من صفات المنافقين في كل زمان."یعنی سماجی وجاہت کے لیے دینی علم کا دکھاوہ ہر زمانے میں منافقین کی صفات میں سے ہے۔ مذہبی نمود و نمائش کا ایک خطرناک پہلو یہ ہے کہ بعض افراد اپنے آپ کو "مصلح" یا "مجدد" کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ امت کی اصلاح کے لیے کوشاں ہیں، لیکن در حقیقت وہ صرف اپنی شخصیت کی تعمیر چاہتے ہیں۔ وہ عوام میں اپنا حلقہ اثر بنا کر انہیں اپنا ہم خیال بناتے ہیں اور پھر اس اثر و رسوخ کو سماجی مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ قرآن میں ایسے مصلح نما لوگوں کے بارے میں تنبیہ ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ * أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لَّا يَشْعُرُونَ﴾[28]

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو مصلح ہیں * خبردار! در حقیقت وہی فساد پھیلانے والے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں۔"

۔امام شوکانی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:"هذا ينطبق على المصلحين المزعومين في زماننا الذين يفسدون المجتمع بدعوى الإصلاح، ويبنون الشهرة على حساب الدين."

یعنی یہ ہمارے زمانے کے مصلحین کے دعویداروں پر منطبق ہوتا ہے جو اصلاح کے دعوے سے معاشرے کو بگاڑتے ہیں، اور دین کے حساب سے شہرت بناتے ہیں۔

سماجی مفاد کے لیے مذہبی نمود و نمائش کی ایک اور صورت "مذہبی قوم پرستی" ہے۔ بعض افراد اپنے قبیلے، علاقے یا قوم کی برتری ثابت کرنے کے لیے مذہبی دلائل پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا قبیلہ یا ہماری قوم دوسروں سے زیادہ مذہبی ہے، اس لیے ہمیں سماج میں سب سے اوپر ہونا چاہیے۔ یہ در حقیقت جاہلیت کی عصبیت کو مذہبی رنگ دینا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے تعصب کی مذمت فرمائی ہے:((ليس منا من دعا إلى عصبية، وليس منا من قاتل على عصبية، وليس منا من مات على عصبية))"ہم میں سے نہیں وہ جس نے عصبیت کی طرف بلایا، اور ہم میں سے نہیں وہ جس نے عصبیت پر لڑائی کی، اور ہم میں سے نہیں وہ جس نے عصبیت پر مرا۔"[29]امام خطابی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے:"هذا النهي يشمل من يتخذ الدين وسيلة للتفاخر القبلي والمناطقي في هذا العصر."یعنی یہ ممانعت اس کو شامل ہے جو اس زمانے میں قبیلے اور علاقے کے فخر کے لیے دین کو ذریعے کے طور پر لیتا ہے۔ عصر حاضر میں سماجی مفاد کے لیے مذہب کا استعمال انتہائی خطرناک ہے کیونکہ یہ دین کو ذاتی مفاد کا آلہ کار بنا دیتا ہے اور مذہبی جذبات کو استعمال کرتے ہوئے معاشرے میں تقسیم پیدا کرتا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے اس طرح کے نفاق کے بارے میں لکھا ہے:

"أخطر النفاق ما اختلط بالدين، وصار صاحبه يستخدم الشرع للحصول على الجاه والمال."[30]

یعنی سب سے خطرناک نفاق وہ ہے جو دین میں مل گیا، اور اس کا مالک جائزہ اور مال حاصل کرنے کے لیے شرع کا استعمال کرتا ہے۔

ظاہری مذہبی علامات اور باطنی اخلاقی پستی

عصر حاضر میں نفاق کی ایک نمایاں شکل یہ ہے کہ افراد ظاہری طور پر مذہبی علامات، وضع قطع اور رسومات کا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن ان کی عملی زندگی، اخلاقی معیارات اور شخصی کردار ان ظاہری علامات کے بالکل برعکس ہوتے ہیں۔ یہ وہ نفاق ہے جس میں شخص داڑھی رکھتا ہے، ٹوپی پہنتا ہے، نمازوں کا اہتمام کرتا ہے، مگر اس کے اخلاقی معاملات، تجارتی لین دین، سماجی تعلقات اور ذاتی عادات میں اسلامی تعلیمات کا دور دور تک پاس نہیں ہوتا۔ القرآن، 3:61 میں اللہ تعالی نے ظاہر و باطن کے اس تضاد پر سخت تنبیہ فرمائی:

"وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا

"یعنی "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور رسول کی طرف، تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے کتراتے ہوئے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ منافقین کا یہ رویہ ان کے ظاہر و باطن کے تضاد کو ظاہر کرتا ہے، وہ ظاہر میں تو اسلامی اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں مگر جب انہیں اصل اسلامی تعلیمات کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ امام قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ نفاق کی یہ شکل ہر دور میں پائی جاتی ہے جب انسان دین کو محض ظاہری رسومات تک محدود سمجھ لیتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ نفاق اس شکل میں دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ مسجد میں نماز پڑھتے ہیں مگر بازار میں دھوکہ دیتے ہیں، جمعہ کی نماز میں شرکت کرتے ہیں مگر سود کے کاروبار میں ملوث ہیں، حج و عمرہ کرتے ہیں مگر حرام کمائی سے، داڑھی رکھتے ہیں مگر غیبت و چغلی کرتے ہیں، حجاب کرتے ہیں مگر فحش باتوں میں ملوث ہیں۔ یہ وہ عملی تضاد ہے جو قرآن مجید میں سخت مذمت کا مستحق ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ * كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ" [31]

یعنی "اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں ہو۔"

امام طبری لکھتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے لیے تنبیہ ہے جو زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر عمل سے اس کی تردید کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے نفاق کی نشاندہی فرمائی: ((أَكْثَرُ مُنَافِقِي أُمَّتِي قُرَّاؤُهَا))[32] یعنی "میری امت کے سب سے زیادہ منافق قاری (یعنی ظاہری عبادت گزار) ہوں گے۔" امام ابن قیم الجوزیہ "مدارج السالکین" میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جو ظاہری عبادتوں کا اہتمام تو کرتے ہیں مگر ان کے باطن ایمان اور اخلاص سے خالی ہوتے ہیں۔ موجودہ دور کے سوشل میڈیا نے اس نفاق کو مزید ہوا دی ہے جہاں لوگ اپنی مذہبی تصاویر، عبادات کے مناظر اور دینی تقریبات کی تشہیر کرتے ہیں مگر ان کی نجی زندگی بالکل مختلف ہوتی ہے۔

اجتماعی دینی تقریبات اور انفرادی معاملات میں دوہرا معیار

عصر حاضر میں نفاق کی دوسری بڑی شکل یہ ہے کہ لوگ اجتماعی دینی تقریبات، عبادات اور مجالس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں مگر انفرادی معاملات، ذاتی زندگی اور خفیہ احوال میں اسلامی تعلیمات کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ وہ نفاق ہے جس میں شخص رمضان کے روزے رکھتا ہے مگر حرام غذا کھاتا ہے، نماز باجماعت کا اہتمام کرتا ہے مگر اپنے گھر والوں کے حقوق ادا نہیں کرتا، زکوٰۃ دیتا ہے مگر حرام کمائی سے، حج کرتا ہے مگر اپنے پڑوسی سے بدسلوکی کرتا ہے۔ القرآن، 142:4 میں اللہ تعالیٰ نے اس دوہرے معیار کی وضاحت فرمائی:"

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا"

یعنی "بیشک منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ انہیں دھوکہ دے گا، اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں۔"

CC BY

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ منافقین کی نماز میں سستی اور ریاء اس بات کی علامت ہے کہ وہ عبادت محض لوگوں کو دکھانے کے لیے کرتے ہیں نہ کہ اللہ کے لیے۔

امام قرطبی لکھتے ہیں کہ یہی معاملہ دیگر عبادات میں بھی ہوتا ہے، منافق اجتماعی تقریبات میں تو شریک ہو جاتا ہے مگر انفرادی معاملات میں دین کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ نفاق اس شکل میں دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ بڑی بڑی دینی کانفرنسوں میں شرکت کرتے ہیں، بڑے بڑے دینی اسکالرز کی تقریریں سنتے ہیں، مگر اپنی روزمرہ زندگی میں جھوٹ، دھوکہ، خیانت، رشوت اور دیگر گناہوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ وہ اپنے کاروبار میں ملاوٹ کرتے ہیں، اپنے ماتحتوں پر ظلم کرتے ہیں، اپنے اہل خانہ کے ساتھ بداخلاقی کرتے ہیں، مگر جمعہ کے خطبے پر آنسو بہاتے ہیں۔ یہ وہ نفاق ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَالْعَطَشُ، وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ)) [33]

یعنی "کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جنہیں ان کے روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا، اور کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہیں جنہیں ان کے قیام سے جاگنے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔" امام غزالی "احیاء علوم الدین" میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کی عبادات میں اخلاص نہیں ہوتا اور وہ نفاق کا شکار ہوتے ہیں۔ معاشرے میں یہ نفاق اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب دینی تقریبات محض رسمی اور سماجی تقریبات بن جاتی ہیں، جہاں لوگ دکھاوے اور نمود و نمائش کے لیے جمع ہوتے ہیں نہ کہ اللہ کی رضا کے لیے۔ القرآن، 264:2 میں اللہ تعالیٰ نے ریاکاری کے بارے میں تنبیہ فرمائی:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ"

یعنی "اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو اس شخص کی طرح جو لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔"

مذہبی قیادت کا کردار اور ذاتی زندگی کا تضاد

عصر حاضر میں نفاق کی تیسری خطرناک شکل یہ ہے کہ مذہبی قیادت، علماء، دینی اسکالرز اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں کے ظاہری کردار اور ان کی ذاتی زندگی میں واضح تضاد پایا جاتا ہے۔ یہ وہ نفاق ہے جس میں شخص منبر و محراب سے تقریریں کرتا ہے، دین کی تبلیغ کرتا ہے، لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتا ہے، مگر اس کی ذاتی زندگی، اس کے خاندانی معاملات، اس کے مالی لین دین اور اس کے اخلاقی معیارات بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ القرآن، 41:9 میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں سخت تنبیہ فرمائی:

"أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا

"یعنی "کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی، وہ چاہتے ہیں کہ طاغوت کے پاس فیصلہ کروائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں، اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں ڈال دے۔"

اگرچہ یہ آیت خاص طور پر غیر اسلامی نظام عدل کے بارے میں ہے، لیکن امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس میں ہر اس شخص کی مذمت شامل ہے جو ظاہر میں تو دین کا دعویٰ کرتا ہے مگر عملی زندگی میں غیر اسلامی اصولوں کو اپناتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ نفاق اس شکل میں دیکھنے میں آتا ہے کہ علماء اور مذہبی رہنما عوام کو زکوٰۃ دینے کی تلقین کرتے ہیں مگر خود ٹیکس چوری کرتے ہیں، سود سے منع کرتے ہیں مگر خود بینک سے قرضے لیتے ہیں، سچ بولنے کی تلقین کرتے ہیں مگر خود جھوٹے وعدے کرتے ہیں، اخلاق پاکیزگی کی بات کرتے ہیں مگر خود فحش مواد دیکھتے ہیں۔ یہ وہ نفاق ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید بیان فرمائی:

((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)) [34]

OPEN ACCESS

یعنی "جس نے ہدایت کی طرف بلایا اس کے لیے اس کے پیروکاروں کے ثواب کے برابر ثواب ہو گا، ان کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں ہو گا، اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا اس پر اس کے پیروکاروں کے گناہوں کے برابر گناہ ہو گا، ان کے گناہوں میں سے کچھ کم نہیں ہو گا۔"

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث رہنماؤں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلانے کے لیے ہے، کیونکہ ان کا عمل نہ صرف انہیں بلکہ ان کے پیروکاروں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ القرآن، 2:44 میں اللہ تعالیٰ نے علماء کے کردار کی اہمیت کو واضح کیا: "إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ"

یعنی "بے شک جو لوگ ہماری نازل کردہ واضح نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں اس کے بعد کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے کتاب میں واضح کر دیا ہے، ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔"

امام قرطبی لکھتے ہیں کہ اس آیت میں ان علماء کی مذمت ہے جو حق کو چھپاتے ہیں یا خود عمل نہیں کرتے۔ امام ابن تیمیہ "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں کہ جب علماء کا قول اور فعل میں تضاد ہو تو وہ عوام کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں اور ان کا اثر منفی ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا نے اس نفاق کو مزید بڑھاوا دیا ہے جہاں مذہبی رہنما اپنی تصاویر، تقریریں اور تحریریں وائرل کرتے ہیں مگر ان کی ذاتی زندگی اس کے برعکس ہوتی ہے۔

دینی و ملی فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے فرار

عصر حاضر میں نفاق کی ایک بڑی صورت یہ ہے کہ لوگ اپنے دینی و ملی فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے فرار اختیار کرتے ہیں اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ ظاہر میں تو مذہبی اور دیندار دکھائی دیتے ہیں، نماز روزے کا اہتمام کرتے ہیں، مگر جب معاشرے میں کوئی برائی عام ہوتی ہے، کسی کے حقوق غصب ہوتے ہیں، یا دینی اقدار کی پامالی ہوتی ہے تو وہ خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس نفاق کی نشاندہی ان الفاظ میں کی ہے:

﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ [35]

یعنی "وہ برائی کے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے، بہت برا تھا جو وہ کرتے تھے۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو برائی کو دیکھ کر بھی اس سے منع نہیں کرتے، اور یہ نفاق کی ایک علامت ہے کہ آدمی ظاہر میں نیک بنے مگر معاشرے کی اصلاح کی فکر نہ کرے۔" آج کا منافق اپنی ذاتی عبادت تو پوری کرتا ہے لیکن معاشرے میں پھیلتی ہوئی برائیوں کے خلاف آواز اٹھانے سے گریز کرتا ہے۔ وہ یہ کہہ کر اپنی بے عملی کا جواز پیش کرتا ہے کہ "ہم سے کیا ہو سکتا ہے"، "ہماری ایک کی کیا حیثیت"، "ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیے"۔ یہ سب نفاق کے بہانے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)) [36]

یعنی "تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدلے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے، اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے (برا سمجھے)، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"

منافق دل سے بھی برا نہیں سمجھتا، بلکہ وہ برائی کو دیکھ کر خاموش رہتا ہے یا بعض اوقات خفیہ طور پر اس کی تائید بھی کرتا ہے۔ امام ابن تیمیہ "مجموع الفتاوی" میں لکھتے ہیں: "نفاق کی ایک علامت یہ ہے کہ آدمی برائی کو دیکھ کر اس کی مخالفت نہ کرے، اور اس سے فرار کی بہانے تلاش کرے۔" آج ہمارے معاشرے میں یہ نفاق بہت عام ہے۔ جب سود عام ہو رہا ہے تو خاموشی اختیار کی جاتی ہے، جب فحاشی پھیل رہی ہے تو آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں، جب ظلم ہو رہا ہے تو بہانے بنائے جاتے ہیں۔ یہ نفاق

CC BY

در حقیقت اجتماعی ذمہ داری سے فرار ہے جو معاشرے کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پہچانے اور نفاق کے اس چہرے سے بچے۔

امت مسلمہ کے عالمی مسائل سے بے اعتنائی اور لا تعلقی

عصر حاضر میں نفاق کی دوسری بڑی صورت یہ ہے کہ لوگ امت مسلمہ کے عالمی مسائل سے بے اعتنائی اور لا تعلقی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ ظاہر میں تو امت کی دردمندی کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر جب فلسطین، کشمیر، میانمار، یا کسی بھی خطے کے مسلمان ظلم و ستم کا شکار ہوتے ہیں تو ان کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کرتے۔ قرآن مجید نے اس نفاق کو بیان کیا ہے:

﴿وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾[37]

یعنی "اور اگر وہ دین (کی خاطر) تم سے مدد چاہیں تو تم پر ان کی مدد کرنا واجب ہے۔"

امام شوکانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "یہ آیت مسلمانوں کے باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی مدد کے فرض کو بیان کرتی ہے، اور منافقین اس فرض سے فرار کی کوشش کرتے ہیں۔"[38] آج کا منافق سوشل میڈیا پر تو فلسطین یا کشمیر کے حق میں پوسٹس لگا دیتا ہے، ہیش ٹیگس استعمال کرتا ہے، مگر عملاً کچھ نہیں کرتا۔ وہ نہ تو مالی تعاون کرتا ہے، نہ سیاسی طور پر کوئی مؤثر اقدام اٹھاتا ہے، نہ ہی دعاؤں میں ہی اسے یاد رکھتا ہے۔ اس کی یہ لا تعلقی در حقیقت نفاق کی علامت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى))[39]

یعنی "مومنین کی باہمی محبت، رحم دلی اور ہمدردی کی مثال ایک جسم کی سی ہے، جب اس کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کی مدد کو پہنچتا ہے۔"

منافق اس جسم کا عضو نہیں ہوتا، وہ ایک بے حس ڈھانچہ ہے جو دوسرے اعضاء کی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ امام ابن القیم "الفوائد" میں لکھتے ہیں: "نفاق کی علامت یہ ہے کہ آدمی دوسرے مسلمانوں کی مصیبتوں سے بے پرواہ ہو جائے، اور اس کی فکر صرف اپنے تک محدود ہو۔" آج ہمارے معاشرے میں یہ نفاق بہت عام ہے۔ لوگ اپنے اپنے مفادات میں مصروف ہیں، امت کی اجتماعی مصیبتوں سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ یہ نفاق در حقیقت امت کو کمزور کر رہا ہے اور دشمنوں کو طاقت دے رہا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ امت کے مسائل کو اپنا مسئلہ سمجھے اور نفاق کی اس شکل سے بچے۔

اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف خاموشی کا نفاق

عصر حاضر میں نفاق کی تیسری بڑی صورت یہ ہے کہ لوگ اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف خاموشی اختیار کرتے ہیں اور انہیں روکنے کی ذمہ داری سے فرار کرتے ہیں۔ وہ ظاہر میں تو اخلاقیات کی بات کرتے ہیں مگر جب ان کے اپنے خاندان، دوستوں یا قریبی حلقے میں برائی ہوتی ہے تو آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس نفاق کو بیان کیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ * كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾[40]

یعنی "اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں * اللہ کے نزدیک یہ بہت سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو زبان سے تو نیکی کا حکم دیتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے، اور نہ ہی دوسروں کی برائیوں کو روکتے ہیں۔"[41] آج کا منافق اپنے گھر میں ہونے والی برائیوں پر خاموش رہتا ہے۔ اگر اس کا بیٹا فحش مواد دیکھ رہا ہے تو وہ کچھ نہیں کہتا، اگر اس کی بیٹی غیر شرعی

تعلقات میں ہے تو وہ آنکھیں بند کر لیتا ہے، اگر اس کا دوست رشوت لے رہا ہے تو وہ خاموشی اختیار کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے: "ہر اپنے اپنے گناہوں کا ذمہ دار ہے"، "میں کسی کے معاملے میں مداخلت نہیں کر سکتا"۔ یہ سب نفاق کے بہانے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاللهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدِ الظَّالِمِ، وَلَتَأْطِرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا، أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللهُ بِقُلُوبِكُمْ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ))[42]

یعنی "اللہ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے، اور ظالم کا ہاتھ ضرور پکڑو گے، اور اسے حق پر ضرور رکھو گے ورنہ اللہ تمہارے دلوں کو آپس میں ملا دے گا، پھر تمہیں ویسی ہی پھٹکار دے گا جیسے انہیں دی تھی۔"

امام ابن تیمیہ "الامر بالمعروف والنهي عن المنكر" میں لکھتے ہیں: "نفاق کی سب سے خطرناک صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے قریبی حلقے کی برائیوں کو نظر انداز کر دے اور انہیں روکنے کی کوشش نہ کرے۔" آج ہمارے معاشرے میں یہ نفاق بہت عام ہے۔ لوگ اپنے خاندان، دوستوں اور قریبی حلقے کی برائیوں پر خاموش رہتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ برائی معاشرے میں گھر کر جاتی ہے۔ یہ نفاق در حقیقت اجتماعی ذمہ داری سے فرار ہے جو معاشرے کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پہچانے اور نفاق کے اس چہرے سے بچے۔

یہ سفارش کی جاتی ہے کہ فرد اور معاشرہ دونوں میں صحیح عقیدہ اور دینی تعلیم کی ترویج کو فروغ دیا جائے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی علمی پروگرامز، نصابِ مدارس اور عوامی تربیتی سیشنز سے فرد کو نفاق کی فکری اور عملی پہچان میں مدد مل سکتی ہے۔ دینی تعلیم کے ذریعے یہ سمجھایا جائے کہ نفاق صرف ظاہری رویہ نہیں بلکہ اعتقادی اور اخلاقی سطح پر بھی نقصان دہ ہے، اور اس سے امت کی اصلاح متاثر ہوتی ہے۔

نفاق کی فکری اور اعتقادی جہتیں:

تحقیق سے واضح ہوا کہ نفاق محض ظاہری رویہ نہیں بلکہ اعتقادی اور فکری سطح پر بھی وجود رکھتا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں منافق وہ ہے جو ایمان و کفر کے درمیان دوغلی کیفیت رکھتا ہے، جو اپنے دل میں اللہ اور اس کے احکام کے ساتھ وفاداری کے بجائے تذبذب اور منافقت رکھتا ہے۔ اس فکری نفاق کی شناخت لازمی ہے، کیونکہ یہ نہ صرف فرد کی روحانی اصلاح میں رکاوٹ بنتا ہے بلکہ معاشرتی اور سیاسی نظام پر بھی منفی اثرات ڈال سکتا ہے۔

اخلاقی اور عملی نتائج:

تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ نفاق اخلاقی اور عملی سطح پر بھی شدید نقصان پہنچاتا ہے۔ جھوٹ، وعدہ خلافی، فتنہ انگیزی، اور اجتماعی نظم کو نقصان پہنچانا نفاق کے نمایاں مظاہر ہیں۔ نفاق کی موجودگی سے معاشرت میں اعتماد کا فقدان، ریاکاری، اور اعمال کی بے قدری پیدا ہوتی ہے۔ نفاق فرد کی اصلاح میں رکاوٹ بنتا ہے اور معاشرتی ہم آہنگی کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔

تاریخی اور عملی مطالعہ:

عہدِ رسالت اور خلافتِ راشدہ میں منافقین کے کردار کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ نفاق ہمیشہ ایک مستقل چیلنج رہا ہے۔ حالتِ امن میں سازشیں، افواہیں، اور بدگمانی پھیلانا، اور حالتِ جنگ میں لشکر سے علیحدگی، دشمن سے روابط، اور الزام تراشی جیسے مظاہر، نفاق کی عملی پیچیدگیوں کو واضح کرتے ہیں۔ تاریخ سے یہ سبق ملتا ہے کہ نفاق صرف فردی مسئلہ نہیں بلکہ اجتماعی اور سیاسی نظام پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

OPEN ACCESS

موجودہ معاشرتی رجحانات میں نفاق:

عصرِ حاضر کے معاشرتی مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ نفاق آج بھی مختلف صورتوں میں موجود ہے۔ مذہب کو مفاد کے لیے استعمال کرنا، ظاہری دینداری اور عملی تضاد، اور اجتماعی ذمہ داری سے فرار جدید معاشرت میں نفاق کے نمایاں مظاہر ہیں۔ میڈیا، تعلیمی ادارے، اور سیاسی سرگرمیاں بھی بعض اوقات نفاق کے فروغ میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

سدِباب اور اصلاحی اقدامات:

تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ نفاق کے سدباب کے لیے علمی، اخلاقی، اور اجتماعی اقدامات ضروری ہیں۔ صحیح عقیدہ اور دینی تعلیم، اخلاقی تربیت، کردار سازی، اور دعوتی و تعلیمی اداروں کی مثبت سرگرمیاں نفاق کو کم کرنے میں مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔ مساجد، مدارس، خطابت، میڈیا، اور خاندانی نظام فرد کی اصلاح، اخلاقی تربیت، اور اجتماعی ہم آہنگی کے لیے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

قرآنی و نبوی رہنمائی کی اہمیت:

قرآن و سنت کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ نفاق کی نشاندہی اور سدباب کے لیے دینی تعلیمات پر عمل لازمی ہے۔ قرآن کریم منافقین کی حقیقت، ان کے آثار، اور ان کے لیے وعید کی تفصیل بیان کرتا ہے، جبکہ سنتِ نبوی ﷺ میں عملی اسوہ اور رہنمائی موجود ہے کہ امت کس طرح نفاق سے محفوظ رہ سکتی ہے اور فرد و معاشرت کو اصلاح کی راہ پر گامزن کر سکتی ہے۔

اجتماعی و معاشرتی اثرات:

نفاق کا اجتماعی اور معاشرتی اثر واضح ہے: یہ اعتماد، تعاون، اور سماجی ہم آہنگی کو کمزور کرتا ہے، سیاسی و مذہبی نظام میں انتشار پیدا کرتا ہے، اور امت کی اصلاح میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ بھی سامنے آیا کہ معاشرتی اصلاح، اخلاقی تربیت، اور دینی شعور کے فروغ کے بغیر نفاق کے اثرات کو محدود کرنا ممکن نہیں۔

تحقیق سے واضح ہوا کہ نفاق ایک کثیر جہتی اور مسلسل موجود خطرہ ہے، جس کا سدباب صرف علمی، اخلاقی اور عملی اصلاح کے ذریعے ممکن ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں فرد اور معاشرہ دونوں کو نفاق سے محفوظ رکھنے کے لیے دینی تعلیم، اخلاقی تربیت، کردار سازی، اور اجتماعی اصلاح کی ضرورت ہے۔ عصرِ حاضر میں بھی نفاق کے مختلف مظاہر موجود ہیں، لیکن ان کا سدباب دعوتی، تعلیمی اور اصلاحی اداروں کے مثبت کردار کے ذریعے ممکن ہے۔

اخلاقی تربیت اور کردار سازی:

اخلاقی تربیت اور کردار سازی کو ہر سطح پر اولین ترجیح دی جائے۔ مساجد، مدارس، خانہ نظام، اور تعلیمی ادارے ایسے تربیتی پروگرامز ترتیب دیں جو ایمانداری، اخلاص، تعاون، اور اجتماعی ذمہ داری کے اصولوں پر مبنی ہوں۔ نوجوانوں اور بچوں میں ریاکاری، دوغلی کیفیت، اور جھوٹ و خیانت کے رجحانات کی روک تھام کے لیے عملی مشقیں، رول ماڈلز اور تربیتی سرگرمیاں ضروری ہیں۔

دعوتی و اصلاحی اداروں کا فعال کردار:

مساجد، مدارس، خطابت، میڈیا اور خاندانی نظام کو نفاق کے سدباب میں مرکزی کردار ادا کرنا چاہیے۔ یہ ادارے فرد اور معاشرت کی اصلاح، اخلاقی تربیت، اور دینی شعور کی بیداری کے لیے اقدامات کریں۔ معاشرت میں ہر سطح پر اصلاحی پروگرامز اور آگاہی کی مہمات چلائی جائیں تاکہ نفاق کی موجودگی کی نشاندہی کی جا سکے اور اس کے اثرات کو محدود کیا جا سکے۔

معاشرتی احتساب اور شفاف نظام:

نفاق کے بڑھتے اثرات کو کم کرنے کے لیے معاشرت میں شفاف نظام اور احتساب کے عملی اقدامات ضروری ہیں۔ کمیونٹی لیڈرز، مذہبی رہنما اور تعلیمی ادارے اجتماعی ذمہ داری کے فروغ کے لیے قواعد اور ضوابط مرتب کریں تاکہ فرد اور گروہ دونوں میں بداعتمادی، فتنہ انگیزی، اور نفاق کے دیگر مظاہر کی روک تھام ممکن ہو۔

سماجی تعاون اور ہم آہنگی کی ترویج:

سماجی تعاون، بھائی چارہ، اور ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔ معاشرتی تقریبات، بین المذاہب مکالمہ، اور اجتماعی سرگرمیاں نفاق کے اثرات کو کم کرنے میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ عوامی سطح پر اشتراک، ایمانداری، اور باہمی اعتماد کو فروغ دینا ضروری ہے تاکہ معاشرت میں نفاق کے لیے جگہ کم سے کم ہو۔

قرآنی اور نبوی رہنمائی کے عملی نفاذ:

قرآن وسنت کی رہنمائی کو معاشرتی اور تعلیمی پروگرامز میں عملی طور پر نافذ کیا جائے۔ قرآن وسنت میں بیان کردہ منافقین کی پہچان، ان کے اعمال، اور ان کے لیے وعید کے اصول لوگوں تک پہنچائے جائیں تاکہ نفاق کی نشاندہی اور اس کے سدباب میں عملی رہنمائی فراہم ہو۔

عصری رجحانات کا تجزیہ اور تدابیر:

عصرِ حاضر میں نفاق کی موجودہ صورتوں، جیسے مذہب کا مفاد کے لیے استعمال، ظاہری دینداری اور عملی تضاد، اور اجتماعی ذمہ داری سے فرار، کا باقاعدہ مطالعہ اور تجزیہ کیا جائے۔ اس تجزیے کی بنیاد پر اصلاحی اقدامات، تعلیمی نصاب میں ترامیم، اور تربیتی پروگرامز ترتیب دیے جائیں تاکہ معاشرت میں نفاق کے بڑھتے رجحانات کو محدود کیا جا سکے۔

قیادی اور حکومتی تعاون:

عوامی اور حکومتی ادارے، مذہبی تنظیمیں، اور تعلیمی ادارے مل کر ایسے منصوبے بنائیں جو نفاق کی روک تھام، اخلاقی تربیت، اور دینی شعور کی بیداری پر مبنی ہوں۔ حکومتی سطح پر قوانین، ضوابط اور پالیسیز بھی نفاق کے اثرات کو کم کرنے میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

حوالہ جات

---

[1] ابن فارس، أحمد بن فارس، معجم مقاييس اللغة، ج5، ص424، مادة نفق۔

[2] الراغب الأصفهاني، الحسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن، ص819، مادة نفق۔

[3] ابن منظور، محمد بن مكرم، لسان العرب، ج10، ص359-360، مادة نفق۔

[4] القرآن، 2:14۔

[5] الطبري، محمد بن جرير، جامع البيان، 1/258

[6] القرآن، 4:145۔

[7] القرطبي، محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، 5/347۔

[8] القشيري، مسلم بن حجاج، الجامع الصحيح، رقم الحديث: 58۔

[9] النووي، يحيى بن شرف، شرح صحيح مسلم، 2/46-47۔

[10] ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم، مجموع الفتاوى، 28/434۔

CC BY

[11]ابن القیم، محمد بن أبي بکر، مدارج السالکین، 1/348۔

[12]الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد، إحیاء علوم الدین، 3/283۔

[13]القرآن، 4:63۔

[14]القرطبي، محمد بن أحمد، الجامع لأحکام القرآن، 18/84۔

[15]ابن کثیر، إسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، 4/334۔

[16]الطبري، محمد بن جریر، جامع البیان، 10/115۔

[17]ابن الأثیر، علي بن محمد، الکامل في التاریخ، 2/456۔

[18]القرآن، 159:6۔

[19]الشوکاني، محمد بن علي، فتح القدیر، 2/245۔ یعنی

[20]القرآن، 7:107-4۔

[21]القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، 20/112۔

[22]ابن الأثیر، الکامل في التاریخ، 3/267۔

[23]القرآن، 188:2۔

[24]الذهبي، محمد بن أحمد، تاریخ الإسلام، 5/123۔

[25]القرآن، 34:9۔

[26]القرآن، 142:4۔

[27]الطبري، تاریخ الأمم والملوک، 4/412۔

[28]القرآن، 12:2-11

[29]أبو داود، سلیمان بن الأشعث، السنن، رقم الحدیث: 5121۔

[30]ابن تیمیة، أحمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، 28/478۔

[31]القرآن، 3:61-2

[32]أحمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث: 8361

[33]أحمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث: 8856

[34]مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2674

[35]القرآن، 79:5۔

[36]مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 78۔

[37]القرآن، 72:8۔

[38]الشوکاني، فتح القدیر، ج2، ص345۔

[39]مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 4685۔

[40]القرآن، 3:61-2۔

[41]القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، ج18، ص76۔

[42]أبو داود، سلیمان بن الأشعث، السنن، رقم الحدیث: 4336۔